حالی

اردو کے تنقیدی سرمائے کا جائزہ لینے کے دوران یہ محسوس ہوتا ہے کہ اردو میں مشرقی طرز تنقید کے نمونے تذکروں کی شکل میں ملتے ہیں۔ میر کے تذکرۂ نکات الشعراء سے لے کر محمد حسین آزاد کے تذکرہ "آب حیات" تک تذکروں کا ایک سلسلہ زریں موجود ہے۔ فارسی میں پہلا باضابطہ تذکرہ "لباب الالباب" ۶۱۸ھ/۱۲۲۱ء ہے جسے محمد عوفی نے ترتیب دیا تھا۔ جس کے اثرات اردو تذکروں پر رہے۔ بالعموم ان تذکروں میں شاعروں کی زندگی کے حالات فراہم کیے گئے ہیں، نمونۂ کلام دیئے گئے ہیں اور تذکرہ نگاروں نے اپنے جن تاثرات کی ترجمانی کی ہے ان میں تنقید کے بہ مقابلہ تقریظ یا تنقیص کا پہلو نمایاں ہے۔ میری اس رائے کو تقویت ڈاکٹر شارب ردولوی کی رائے سے بھی ملتی ہے۔ جب وہ میر تقی میر، میر حسن، مصحفی اور قائم وغیرہ کے تذکرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں لکھتے ہیں کہ:

"اس میں شک نہیں کہ کسی بھی تذکرہ کو تنقید کا درجہ نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ ضرور ہے کہ اس عہد کی تنقید کا ہلکا سا خاکہ اس میں نظر آجاتا ہے۔ بعض تنقید نگاروں کا خیال ہے کہ تذکرے بیکار ہیں لیکن نہ تو وہ فضول اور سوختنی ہیں اور نہ ہی تنقید کا بہت بڑا کارنامہ، ہمارے لئے ان کی ایک خاص تاریخی، ادبی اور تنقیدی اہمیت ہے جس کی بنا پر ان کا نظر انداز کر دینا ممکن نہیں۔"

یہ سچ ہے کہ تذکرے کے سلسلے میں مختلف ناقدین کی مختلف آراء ہیں جو بطور مجموعی اعتدال اور بے اعتدالیوں کا مرقع بن گئی ہیں۔ بہر حال اس بحث سے قطع نظر سر سید کی اصلاحی تحریک کے زیر اثر مقصدیت پسندی کا میلان نمایاں ہوا تو ادب اور زندگی کے نئے رشتوں کی جستجو کی جانے لگی۔ اس کا اثر ادب کے تمام اصناف و اسالیب پر پڑا۔ واقعیت شعاری کے اسی دور میں اردو کی جدید تنقید کا آغاز ہوا۔ اور حالی اس کے بانی ہیں۔ بقول کلیم الدین احمد:

> "اردو تنقید کی ابتدا حالی سے ہوتی ہے۔ 'پرانی تنقید' محذوف و مقصود کے جھگڑوں، زبان و محاورات کی صحت، اسناد کی ہنگامہ آرائی تک محدود تھی۔ حالی نے سب سے پہلے جزئیات سے قطع نظر کی اور بنیادی اصول پر غور و فکر کیا۔ شعر و شاعری کی ماہیت پر کچھ روشنی ڈالی اور مغربی خیالات سے استفادہ کیا۔ اپنے زمانہ، اپنے ماحول اپنے حدود میں حالی نے جو کچھ کیا وہ بہت تعریف کی بات ہے۔ وہ اردو تنقید کے بانی بھی ہیں اور اردو کے بہترین نقاد بھی ہیں۔"

یہ مقام قدر کہ اردو تنقید کے وجود کے منکر نے بھی حالی کی اہمیت کا نہ صرف اقرار کیا بلکہ حالی کی مشہور تصنیف "مقدمہ شعر و شاعری" کی کیفیت و کمیت اور اہمیت و افادیت پر یوں عرض کیا کہ:

> "مقدمہ شعر و شاعری اردو میں گویا پہلی اور اہم ترین ناقدانہ تصنیف ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں بنیادی چیزوں پر تفصیلی بحث ہے۔ دوسرے حصہ میں اردو شاعری کی مختلف صنفوں کی اصلاح کے مشورے ہیں۔ پہلا حصہ زیادہ اہم ہے۔"

یہ درست ہے کہ "مقدمہ شعر و شاعری" حالی کی ایک ایسی تنقیدی تصنیف ہے جس میں پہلی مرتبہ تنقید کے بنیادی اصولوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور اس لیے بھی اولیت رکھتی ہے کہ مغربی ادب سے استفادے کا میلان پہلی مرتبہ "مقدمہ شعر و شاعری" ہی کے ذریعہ سامنے آیا۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ حالی نے "مقدمہ شعر و شاعری" کو جدید تنقید کا ایک نیا پیمانہ بنا کر پیش کیا ہے۔ اس سے پہلے ادب اور زندگی کے رشتوں کا کوئی تصور نہ تھا۔ حالی نے ادب اور زندگی کے رشتوں

کی دریافت کی اور شعر و ادب کی سماجی معنویت کی اہمیت پر زور دیا۔ لیکن کلیم الدین احمد کی یہ رائے بھی مبنی بر حقیقت ہے کہ " حالی کا معیار مادی ہے " بلکہ عقلی کہنا بہت حد تک مناسب ہوگا۔ کیونکہ حالی افلاطون کی طرح سوچتے ہیں۔ وہ شاعری سے کوئی تعمیری توقع کرتے ہیں۔ جو ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی۔ غور سے دیکھیں تو افلاطون شاعری سے اخلاقی تربیت کی توقع کرتا ہے۔ حالی شاعری سے قوم کی تقدیر سنوارنے کی متمنی ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شاعری سے حظ و انبساط حاصل کرتے ہیں۔ حالی نے مقدمہ شعر و شاعری میں جو ناقدانہ تصورات پیش کیا ہے وہ ملٹن، آرنلڈ اور کالرج کے خیالات سے ماخوذ ہیں لیکن یہ بھی حالی کا حسن ہے کہ ان خیالات سے استفادہ کرتے ہوئے اردو شعر و ادب کو سمجھنے اور پرکھنے کی کاوشیں کیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے ان کی ناقدانہ اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ :

> "مقدمہ شعر و شاعری" حالی کی دیوان کا مقدمہ ہے اور اردو میں اصولی تنقید کی سب سے پہلی کتاب ہونے کی حیثیت سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اس میں انہوں نے شعر و شاعری کے مختلف پہلوؤں کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے اور اس کی اہمیت ذہن نشین کرائی ہے ...
> ... اردو زبان پر تنقید کی یہ پہلی کتاب ہے اور اس موضوع پر اب تک اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی "

اس عبارت سے حالی کو جدید تنقید کی تاریخ میں امام کا درجہ حاصل ہے۔ حالی نے اپنی اس تصنیف میں نہ صرف یہ کہ تنقید کے مبادیات اور تنقید کے اصولوں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے بلکہ مقدمہ شعر و شاعری کے دوسرے حصے میں اہم اصناف شاعری غزل، مثنوی اور مرثیہ وغیرہ پر جس پر زور استدلال کے ساتھ عملی تنقید کی ہے اس کی اہمیت نظر انداز نہیں کی جا سکتی لیکن اختلاف کی گنجائش بھی ختم نہیں ہوتی۔ مثلاً حالی نے اعلیٰ شاعری کے لیے تین شرطوں کو ضروری قرار دیا ہے اور اس کی تفصیلات یوں ہیں :

(۱) تخیل : یہ ایک ایسی قوت ہے کہ معلومات کا ذخیرہ جو تجربہ یا مشاہدہ کے ذریعہ سے ذہن میں پہلے سے مہیا ہوتا ہے یہ اس کو مکرر ترتیب دے کر ایک نئی صورت

بخشتی ہے اور پھر اس کو الفاظ کے ایسے پیرایہ میں جلوہ گر کرتی ہے جو معمولی پیرایوں سے بالکل یا کسی قدر الگ ہوتا ہے۔

(۲) کائنات کا مطالعہ : مطالعہ کائنات کا مفہوم محض مناظر فطرت اور مظاہر قدرت کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد انسانی فطرت اور انسانی نفسیات کا مطالعہ کرنا بھی ہے۔ جب تک شاعر خارجی کائنات کے ساتھ ساتھ انسان کی داخلی کائنات کے رموز و اسرار سے پوری طرح واقف نہ ہو اس وقت تک اس کی شاعری اعلیٰ معنویت کی حامل نہیں ہوسکتی۔

(۳) تفحص الفاظ : یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ خیال بھی بیکار اور بے اثر ہو جاسکتا ہے اگر اسے مناسب و موزوں پیراہن الفاظ میں منتقل نہ کیا جائے۔ شاعرانہ خیالات اور تاثرات کو دلکش، معنی خیز اور اثر انگیز بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شاعر مناسب و موزوں الفاظ اور لفظی ترکیبات کا استعمال کرے۔ اگر الفاظ کی مناسبت اور مطابقت ملحوظ نہ رکھی گئی تو شاعر اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی تشفی بخش طور پر نہیں کر سکتا۔

حالی کی یہ شرطیں اپنی جگہ مسلم ہیں لیکن فن کو تہہ دار بنانے کے لیے دورِ جدید کے علمی اور ادبی تجربات نے معیاری شاعری کے بعض اور بنیادی نکتوں کی وضاحت کر دی ہے جو اپنے عہد کا تقاضا تھا۔